# جیت ابھی بھی ادھوری: آشیش کھیتان

# پرانی باتوں کو بھلا کر آگے دیکھنا چاہیے: ریحان فضل

گجرات فسادات کے دوران کی گئی انسانیت سوز کارروائیوں کو دنیا کے سامنے لانے میں بی بی سی کے ریحان فضل اور تہلکہ کے آشیش کھیتان کا نمایا رول رہا ہے۔ ریحان فضل غالباً ٹرین آتشزنی کے بعد گودھرا اسٹیشن پہنچنے والے ایسے پہلے صحافی تھے جو بین الاقوامی میڈیا سے منسلک تھے۔انھوں نے بی بی سی ریڈیو کے ذریعہ دنیا بھر میں فسادات کا کالا چہرا پیش کیا تھا۔وہیں کھیتان نے اسٹنگ آپریشن کرکے بجرنگی اینڈ کمپنی کی کرتوتو کو کیمرے میں قید کیا اور فسادات کے کئی معاملوں میں گواہی بھی دی۔نرودا پاٹیہ سانحہ کے تاریخی فیصلے نے ان کی گواہی کا کلیدی رول ہے۔ نمائندہ روز نامہ راشٹریہ سہارا جیلانی خان علیگ نے ان دونوں صحافیوں سے ٹیلی فونک گفتگو کی جن کے اہم اقتباسا ت قارئین کے لئے پیش کئے جارہے ہیں۔

## نرودا پاٹیہ

**○انصاف کی فراہمی میں ہم نے ایک رول ادا کیا اس پر ہمیشہ فخر رہے گا○دلی سکون تب ہوگا جب گجرات فسادات کا مکمل سچ عدالت کے سامنے آئے گا○گلبرگہ سوسائٹی معاملے میں بھی ہم نے گواہی دی ہے جبکہ نرودا گاؤں معاملے میں پیشی کیلئے بلاوے کا منتظر ہوں○گواہی کے دوران مجھ پر بہت زیادہ غیر ضروری دباؤ بنایا گیا۔**

سانحہ میں آیا فیصلہ یقیناً قابل تعریف اور تاریخی ہے اور یہ فساد متاثرین کے ساتھ ساتھ ملک کے ان تمام شہریوں کی جیت کے مترادف ہے جو جمہوری اقدار باہمی ہم آہنگی میں اٹوٹ اعتماد رکھتے ہیں۔یہ ہر اس شخص کی جیت ہے جو کسی نہ کسی طور پر فسادات سے متاثر ہوا ہے، ساتھ ہی یہ عدلیہ اور انصاف پروری کی بھی جیت ہے۔باوجود اس کے اس فیصلہ کو مکمل جیت کہنا صحیح نہیں ہوگا کیونکہ گجرات فسادات کے بڑے گناہگار تو اب بھی قانون کے شکنجے سے دور ہیں۔ان کی گردن تک قانون کا ہاتھ ابھی بھی پہنچ نہیں پایا ہے۔جب تک وہ قانون سے باہر رہے گے مکمل انصاف کی فراہمی ممکن نہیں۔2002 کے فسادات کے گزرے ہوئے 10 سال سے زائد ہو چکے ہیں، مگر آج بھی وہ تمام اہم سوالات جو فسادات کے وقت اور مابعد فسادات اٹھتے رہے ہیں وہ آج بھی جواب طلب ہے۔سوال یہ ہے کہ کیا مایا کوڈنانی اور بابو بجرنگی ہی صرف اتنے بڑے پیمانے پر ہونے والے فسادات کے لئے ذمہ دار ہیں۔انہوں نے کن کے اشارے پر یہ تمام انسانیت سوز کارروائیاں کیں۔دوران فسادات اور مابعد فسادات انہیں تعاون اور مدد دینے والے بھی تو اتنے ہی ذمہ دار ہے تو پھر ایسے بڑے سیاستداں پولیس افسران اور دیگر سرکاری حکام قانون کی پہنچ سے دور کیوں ہیں؟ کیا یہ Invisible Men ہی رہیں گے یا کبھی قانون کی گرفت میں آئے گے۔سوال یہ بھی ہے کہ آخر ایسا کب ہوگا۔حالانکہ نرودا پاٹیہ کے سانحہ کے فیصلہ کو گجرات کے تناظر میں دیکھے تو یہ یقیناً ایک Milestone ہے۔اس فیصلے کے بعد اب ہر کوئی اس طرح کی کسی بھی کارستانی میں ملوث ہونے سے پہلے کئی مرتبہ سوچے گا۔عام لوگ جو لیڈروں کے جال میں پھنس کر بے وقوف بن جاتے ہیں اور اس طرح کی قتل وغارت گری میں پیش پیش ہوتے ہیں، کو بھی قانون کا خوف ہوگا۔خوف ان لوگوں کو بھی ہوگا جو دوسروں کو مہرا بنا کر اپنی سیاسی منصوبہ بندی کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے فرقہ وارانہ فسادات کا سہارا لیتے ہیں۔بحیثیت ایک صحافی مجھے اس بات کا ہمیشہ فخر ہوگا کہ میری محنت بھلے ہی پوری طرح رنگ نہیں دکھا پائی مگر اس نے فساد متاثرین کو انصاف کی فراہمی اور خاطیوں کو کیفر کردار تک پہچانے میں بیحد اہم رول ادا کیا۔ہمارے اسٹنگ آپریشن نے محترمہ جج کو تاریخ ساز فیصلے تک پہنچنے میں کافی مدد کی۔ہم خود بھی تفتیش کاروں کے روبرو پیش ہوئے تھے۔ملک میں جرنلزم کی تاریخ میں شاید ہی ایسی کوئی نظیر ملتی ہے جب کسی صحافی کے ایک کام نے انصاف کی فراہمی میں اتنا بڑا رول ادا کیا ہوں۔باجود اس کے مجھے دلی تسلی تبھی ہوگی جب گجرات فسادات کا مکمل سچ کورٹ کے سامنے آئے گا اور اصل مجرمین بھی سزا پائیں۔محترمہ جج نے اپنے فیصلے میں ہمارے اسٹنگ آپریشن پر تقریباً 50 صفحات میں روشنی ڈالی ہے جس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے اس آپریشن کا انصاف دلانے میں کتنا اہم رول رہا ہے۔ہمارے آپریشن کو سینئر پولیس افسر راہل شرما کے Call Details سے بھی زیادہ اہمیت دی گئی۔

کئی معاملوں میں مجھ سے پوچھ گچھ کی گئی جن میں نرودا پاٹیہ اور گلبرگہ سوسائٹی معاملے بیحد اہم ہیں۔گلبرگہ قتل عام کے تین ملزمین کا میں نے اسٹنگ آپریشن کیا ہے۔ہم نے اپنے اسٹنگ آپریشن میں وہ باتیں دکھائی ہیں جو یہ ثابت کرسکتی ہے کہ کانگریس ایم پی احسان جعفری کو کس طرح مارا گیا۔مرنے سے قبل ان کے ساتھ کیسا سلوک کیا گیا اور اس میں اہم قصوروار کون کون تھے۔میں نے اپنی گواہی میں بھی ساری باتیں بتائی ہیں۔حالانکہ گواہی کے دوران مجھے بہت دباؤ میں لانے کی کوشش کی گئی، مجھ سے اپنی من مرضی کی باتیں اگلوانے کے لئے طرح طرح کے حربے اور ہتھکنڈے اپنائے گئے۔نرودا گاؤں میں ہوئے فسادات بھی میرے اسٹنگ آپریشن کا حصہ ہے۔مگر ابھی تک مجھے اس کیس میں گواہی کے لئے نہیں بلایا گیا ہے۔میں نے گودھرا میں بھی آپریشن کیا اور میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہو کہ ٹرین آتشزدگی منصوبہ بند نہیں تھی۔اس میں وہاں کے کسی بھی بڑے مسلم لیڈر یا تاجر کا رول نہیں تھا۔یہ کارسیوکوں اور اسٹیشن پر موجود وینڈروں کے درمیان تو تو میں میں سے شروع ہوئی اور مسلم خواتین کے ساتھ چھیڑخانی کے باعث اتنی خوفناک شکل اختیار کرلی۔میں نے اس معاملے میں بھی گواہی دی تھی مگر چارج شیٹ میں میری باتیں شامل ہی نہیں کی گئی۔ایس آئی ٹی اس معاملے میں گجرات پولیس کے کیس کو ہی آگے بڑھا دیا جبکہ میری گواہی کو کمزور بتا کر کیس کو ہی کمزور کردیا۔گجرات پولیس نے اسے مجرمانہ سازش معاملہ بنایا جبکہ ایسا کچھ تھا ہی نہیں۔

مجھ سے وی ایچ پی لیڈر راجندر ویاس جو اس دن سابرمتی ٹرین میں سوار تھا بتایا کہ گودھرا آنے کے بعد مودی نے صاف طور پر کہا تھا کہ اس کا بدلہ لیا جائے گا۔یہ State-Sponsored کارروائی تھی۔مودی نے بابولال بجرنگی اور اس وقت کے گودھرا کے ایم ایل اے ہریش بھٹ کو کہا تھا کہ اپنی کارروائی تین دنوں کے اندر کرلو کیونکہ اس کے بعد ہمارے اوپر دباؤ بڑھ جائے گا۔پھر ہمیں دنگوں پر قابو پانے کے لئے کارروائی کرنی پڑے گی۔اسٹنگ آپریشن میں ہریش بھٹ کے سچ اگلنے کے بعد اگلے الیکشن میں پارٹی نے اسے ٹکٹ ہی نہیں دیا۔جب میں گجرات میں آپریشن کے سلسلے میں گیا تھا تو وہاں کا ماحول بہت Polarised تھا۔یہ ایک دن میں نہیں ہوا تھا بلکہ 25-20 برسوں میں آر ایس ایس اور وی ایچ پی نے یہ ماحول بنایا۔بجرنگی نے ہم سے ایسی ایسی باتیں کہیں جو رونگٹے کھڑے کردیتی ہیں۔دیگر کئی بی جے پی اور وی ایچ پی لیڈروں نے بھی اپنے گناہوں کا اعتراف کیا مگر کسی نے بھی احساس ندامت نہیں دکھائی۔جہاں تک تعلق اس فیصلے کا مودی کے سیاسی کریئر پر اثر پڑنے کا ہے تو مجھے لگتا ہے کہ آج نہیں تو کل عوام انہیں ان کے گناہوں کی سزا ضرور دیں گے۔تفتیش کاروں سے ساز باز کرکے مودی بھلے ہی انصاف کے کٹہرے میں لائے جانے سے بچتے رہے ہیں لیکن عوام کی عدالت میں انہیں سزا تو بھگتنا ہی ہوگی۔

## گودھرا

ٹرین آتشزدگی اور اس کے بعد گجرات کے مختلف مقامات میں پھیلے فرقہ وارانہ فسادات کا آنکھوں دیکھا حال دنیا کے سامنے سب سے پہلے لانے والوں میں سے ایک بی بی سی کے ریحان فضل اس دن کو یاد کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ ایک بیحد خوفناک تجربہ تھا جو آج بھی آنکھوں میں چھایہ رہتا ہے۔مجھے گودھرا ٹرین اسٹیشن تک پہنچنے میں کتنی پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑا اور کس قدر جان ہتھیلی پر رکھ کر وہاں پہنچا یہ ایک بھیانک کہانی سے کم نہیں۔میں غالباً پہلا صحافی تھا جو اس اسٹیشن تک پہنچ سکا تھا۔جب میں اسٹیشن پہنچا تو وہاں صرف پولیس اہلکاروں کے ایک پرندا بھی نہیں تھا۔مرادآباد سے خصوصی ٹیکسی میں گودھرا کی جانب روانہ ہوا مگر جگہ جگہ روڈ جام کئے ہوئے تھے، کہیں پتھروں کے ذریعہ تو کہیں درخت گرا کر۔دنگائی ہر آنے جانے والے کی تلاشی لے رہے تھے۔دمکور نامی مقام پر میرا ایک بھیڑ سے سامنا ہوا جو تقریباً 150-100 پر مشتمل تھی۔ان کے ہاتھوں میں تلواریں، مشالیں اور دیگر دھار دار ہتھیار تھے۔

ان بلوائیوں کو مسلمانوں کی تلاش تھی۔انہوں نے مجھ سے بھی شناختی کارڈ مانگا۔میں نے ڈرتے ڈرتے اپنا کارڈ ان میں سے ایک کی آنکھ کے بالکل قریب کرتے ہوئے دکھایا جس سے وہ میرا نام نہیں پڑھ سکا۔شاید وہ انگریزی جانتا بھی نہیں تھا۔مگر اسی جگہ میں نے ایک کار سے ایک شخص کو کھینچ کر دھاردار ہتھیاروں سے حملہ کرتے ہوئے دیکھا۔گودھرا پہنچنے کے بعد کچھ خاص ہاتھ نہیں لگا۔البتہ میں نے وہاں کے ضلع مجسٹریٹ کا انٹرویو ضرور لیا۔انہوں نے مجھے جلد از جلد گودھرا چھوڑنے اور احمدآباد جانے کا مشورہ دیا۔

**میں اس سنسان سڑک پر اکیلا رہ گیا۔تھوڑی ہی دیر میں بلوائیوں کا ایک جھنڈ وہاں آپہنچا مگر میں ان کے پہنچنے سے قبل اپنی چیزیں کار کی کارپیٹ کے نیچے چھپا چکا تھا۔انھوں نے نام پوچھا تو میں چپ رہا۔پھر شناختی کارڈ دکھانے کی ضد کرنے لگے۔پسینے سے شرابور میں نے اپنی اہلیہ کا کریڈٹ کارڈ جو اتفاق سے میرے پاکٹ میں تھا میں نے انہیں دکھادیا۔اہلیہ ہندو ہیں اس لیے انھوں نے ان کے نام کو میرا نام سمجھتے ہوئے مجھے ہندو مان لیا اور مجھ سے معذرت خواہی بھی کی۔اس کے شور کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے کہ یہ تو ہندو ہے۔**

واپسی کے دوران ماحول مزید بگڑ چکا تھا۔ہر طرف دھواں ہی دھواں تھا۔آتش زنی اور لوٹ مار، توڑ پھوڑ اور پرتشدد حملے زور پکڑ چکے تھے۔بدقسمتی سے میری کار کا ٹائر پنکچر ہوگیا۔ڈرائیور نے جیسے تیسے ٹائر بدلی۔تھوڑی دور جانے پر ایک اور ٹائر نے جواب دیا۔اب ہمارے پاس ٹائم نہیں تھا۔ڈرائیور نے ذہانت دکھاتے ہوئے وہیں ایک گھر کا دروازہ کھٹکھٹا کر کسی طرح ان کی اسکوٹر ادھار لینے میں کامیاب رہا۔

وہ اسکوٹر پر پنکچر بنوانے کے چکر میں چلا گیا مگر میں اس سنسان سڑک پر اکیلا رہ گیا۔تھوڑی ہی دیر میں بلوائیوں کا ایک جھنڈ وہاں آپہنچا مگر میں ان کے پہنچنے سے قبل اپنی چیزیں کار کی کارپیٹ کے نیچے چھپا چکا تھا۔انہوں نے نام پوچھا تو میں چپ رہا۔پھر شناختی کارڈ دکھانے کی ضد کرنے لگے۔پسینے سے شرابور میں نے اپنی اہلیہ کا کریڈٹ کارڈ جو اتفاق سے میرے پاکٹ میں تھا میں نے انہیں دکھادیا۔اہلیہ ہندو ہیں اس لیے انہوں نے ان کے نام کو میرا نام سمجھتے ہوئے مجھے ہندو مان لیا اور مجھ سے معذرت خواہی بھی کی۔اس کے شور کرتے ہوئے آگے بڑھ گئے کہ یہ تو ہندو ہے۔جب احمدآباد پہنچا تو یہاں کی حالت بہت بری تھی۔شہر کا بیشتر حصہ فساد کی زد میں آچکا تھا۔شہر میں چاروں طرف بربادی کے نشانات تھے۔سڑکوں پر جلے ہوئے ٹائر، گاڑیاں، ٹوٹے ہوئے شیشے بکھرے پڑے تھے۔وہیں کا ایک اسپتال پہنچا تو وہاں کا عالم لرزہ خیز تھا۔اسپتال میں ایک بہت بڑا کمرہ جس میں لاشیں اور زخمی لوگ پڑے ہوئے تھے۔پیر رکھنے کے لیے بھی جگہ نہیں تھی کیونکہ ہر طرف خون بکھرا ہوا تھا۔یہیں سے ہم نے پورے واقعہ کا آنکھوں دیکھا حال لائیو بتایا۔

جہاں تک بات نرودا پاٹیہ فیصلے کا ہے تو اس کا استقبال کیا جانا چاہیے۔یہ ایک تاریخی فیصلہ ہے اور آزاد ہندوستان میں یہ پہلے مرتبہ ہوا ہے کہ عدلیہ نے فساد معاملے میں اتنے بڑے رسوخ والوں کو اتنی سخت سزا دی ہے۔باوجود اس کے میری ذاتی رائے ہے کہ اب ماضی کی تلخیوں کو بھول کر مستقبل کی جانب دیکھنا چاہیے۔مودی کو اس فیصلے سے نقصان ہو یا نہیں، انہیں پہلے کافی نقصان ہو چکا ہے۔وزیر اعظم بننے کا ان کا خواب پورا ہوگا یا نہیں یہ کہنا فی الوقت مشکل ہے مگر یہ طے ہے کہ گجرات میں وہ خواہ جتنے بھی مقبول ہوں اگر Totality میں دیکھا جائے تو وہ Minuscule ہیں۔ملک بھر میں وہ کچھ خاص نہیں۔پھر گجرات کے حالات بھی اب کافی بدل گئے ہیں۔2007 کا الیکشن میں نے کور کیا تھا۔تب اور 2002 میں کافی فرق دکھائی پڑا تھا۔وہاں کے لوگوں کو نفرت کو بھول کر محبت کی راہ اپنانی چاہیے۔ایک دوسرے کا ساتھ دیتے ہوئے آگے بڑھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اس طرح کے واقعات کسی بھی مہذب سماج کے لئے بدنما داغ ہے اور ہندوستان تو ایک جمہوری ملک ہے جو امن وآشتی کا گہوارا مانا جاتا رہا ہے۔

گجرات فسادات کے کئی اور معاملوں میں فیصلہ آنا باقی ہے۔تازہ فیصلے کا ان مقدمات پر کچھ اثر پڑسکتا ہے۔البتہ یہ یقین کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ کس حد تک اثر انداز ہوگا۔مگر یہ بات طے ہے کہ نرودا پاٹیہ معاملہ میں آئے فیصلے نے عدلیہ میں لوگوں کا یقین مزید مضبوط کیا ہے۔ناانصافی سے مایوس ہو چکے لوگوں میں پھر سے نئی آس جاگے گی۔